السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔

میرے دو سوال ہیں مہربانی کرکے آپ ان کے تسلی بخش جواب اپنے قیمتی اخبار میں درج فرما کر شکریہ کا موقع دیں اور مقرض ہونے کی صورت میں۔ میں اپنے نام سے مطلع کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ سوال مندرجہ ذیل ہیں۔

-سوال 1۔ قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے۔ آیت

لِتُنذِرَ قَوۡمًا مَّآ أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبۡلِكَ

"کہ اے رسول ہم نے کتاب دے کر تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کی طرف تجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا۔"

اور دوسری جگہ فرماتا ہے آیت- وَإِن مِّنۡ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

"ہر ایک امت میں نبی ہوا" اور فرماتا ہے آیت

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا- "کہ ہر امت میں ہم نے رسول بھیجا ہے۔" دونوں ارشادات فرقانی کو ملانے سے یہ نتیجہ کہ آنحضرت ﷺ نبی نہیں ہیں کیوں کہ جب آپ کو ان لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا جن کی طرف کوئی نبی آپ سے پہلے نہیں آیا اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کوئی امت ہی نہیں جن کی طرف رسول اللہ ﷺ سے پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو تو لازمی نتیجہ یہی نکلا کہ آپ نبی نہیں کیوں کہ اذافات الشرط فات المشروط جس سے آپ کی نبوت کی عمومیت ہی باطل نہیں ہوتی بلکہ نفس نبوت کا ہی کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جواب نمبر 1۔ قوم مجموعہ افراد کا نام ہوتا ہے ابتدا اس وقت سے ہوتی ہے۔ جب وہ قوم بنتی ہے درمیان بھی ہوتا ہے جس طرح اس کی ابتدا ہوتی ہے اور انتہاء اس کی اختتام پر ہوتی ہے۔ عربی قوم کی ابتدا اور وسط بھی تھا پہلی آیت میں جس حالت کا ذکر ہے وہ وسط کی حالت ہے اور دوسری میں ابتدائی حالت کا جو حضرت اسمعیل رحمة اللہ علیہ کا زمانہ تھا پس دونوں آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ عرب کی قوم کو ابتدا میں خدا کی طرف سے سمجھایا گیا وسط میں سکوت رہا یہاں تک کہ آنحضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔

-میرا جواب صرف میرے دماغ کا نتیجہ نہیں بلکہ خود قرآن مجید کی ایک تیسری آیت اس کی طرف راہ نمائی کر رہی ہے جو یہ ہے آیت

(أَفَلَمۡ يَدَّبَّرُوا الۡقَوۡلَ أَمۡ جَاءَهُم مَّا لَمۡ يَأۡتِ آبَاءَهُمُ الۡأَوَّلِينَ -(پ18ع4

یعنی یہ کیا عرب لوگ قرآن کی تعلیم پر غور نہیں کرتے کیا ان کو ایسی تعلیم آئی ہے جو ان کے باپ دادا کو نہیں آئی تھی" یہ آیت میرے جواب کی اس طرح راہ نمائی کرتی ہے کہ بصورت استفہام تقریری بتا رہی ہے کہ یہ تعلیم" وہی ہے جو ان کے پہلے بزرگوں کو آچکی ہے۔

إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الۡأُولَىٰ ١٨ صُحُفِ إِبۡرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ

دوسرا سوال 2۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

كِتَابٌ أَنزَلۡنَاهُ إِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذۡنِ رَبِّهِمۡ إِلَىٰ صِرَاطِ الۡعَزِيزِ الۡحَمِيدِ

کہ رسول اللہ ﷺ کو کتاب دے کر بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ظلمت سے ہے نکال کر نور کی طرف لاویں" اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔"

قُلۡ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيۡكُمۡ جَمِيعًا

رسول اللہ ﷺ ہی تمام لوگوں کے لئے رسول ہیں" تو دونوں آیات کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بھیجنے کی غرض یہ تھی کہ وہ تمام لوگوں کو کفر کی ظلمت سے نکال کر اسلام کی روشنی میں لائیں مگر ظاہر"

ہے کہ دنیا کا فرد لوگوں جو اسلام سے منکر ہیں بھری پڑی ہے اگر الناس سے مراد اہل کریا عرب لئے جائیں تو آپ کی بعثیت کی عمومیت باطل ہو جاتی ہے اور علاوہ ازیں یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پر عرب کا بھی اکثر حصہ کفر کی ظلمت میں پڑا ہوا ہے۔

(جس سے ان کی وفات قبل از وقت ہوتی ہے اور جس غرض کے لئے آپ بھیجے گئے تھے ثابت ہوتا ہے کہ پوری نہیں ہوئی۔ (یکے از کوہاٹ

جواب۔ رسالت والی آیت میں ناس سے مراد کل ناس سب لوگ ہیں جس کو کیوں کہ جمیعاہے۔ اسکی تاکید کی گئی ہے اور تخرج الناس میں فی الجمل ہ مراد ہیں جس کو منطقی اصطلاح میں قضیہ کہتے ہیں اس کی مثال یہ آیت ہے

إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ

پس جتنے لوگ بھی ہدایت یاب ہوئے یا ہوتے ہیں اس آیت کی صداقت کو کافی ہیں ساری دنیا کی ہدایت پر یہ آیت موقوف نہیں۔ کیونکہ قضیہ مہملہ کا صدق کلیہ کی طرح سب افراد پر نہیں ہوتا۔ میری اس تفسیر کا ماخذ ایک تیسری آیت ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ١١٨ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ

جو یہ ہے لوگ ہمیشہ مختلف رہیں گے مگر جس پر خدا رحم کرے گا'' یہ آیت فطرتا انسانوں کے اخلافات کا پتہ دیتی ہے اس لئے ساری دنیا کے لوگوں کے ہدایت یاب ہونے پر اس آیت التخرج الناس کا صدق موقوف نہیں۔ ''

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 635

محدث فتویٰ